رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں، نہ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے اسلیے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے روے رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو ہر ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ با خیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ خپ ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے ورتکانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل وقت اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مصلحت و پالیسی کے مطابق ہوں گے وہ شائع ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی جانب پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک ان میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ مضامین غیر نمبر ۴

۲۸ جنوری ۱۹۲۹ء

شکوۂ فقیرانہ

من چینن اور خیالی پلاؤ کی حکایت بہت مشہور ہے کہتے ہیں کہ ایک دور سوال ٹٹو پر سوار ہو کے چلے اپنے علاقہ پر۔ ملازم ہمراہ تھا۔ اثنائے سفر میں ایک گاؤں کی مسجد پر دوپہر کر بسیرا لیا۔ گھنٹے گوجے پوریاں لاؤ کی پوٹلی کھولی پیٹ بھر بیٹھ گئے جب سفرہ معمول ہونے کا وقت آیا ابھی پیٹ بھرا تو اور کی سوجھی "مروت سے دور ہے کہ خود کھاؤ اور نفر بھوکا رہے" آپ جانتے ہیں "خاطر مروت خراب ہے" مگر کچھ نہ دینے کا فسوس جان کا عذاب ہو گیا پوچھا تو خیر۔ خیالی ستورہ وہ پنچ میں بھی بخل کرتے تو ہماخیالی مروت میں مدد ملتی کی خواہش ختم ہو جاتی زمانے لگے۔۔

"ارے بھرا تو بھوں من چینن کے لئے" دیکھ ذرا پھرن تم بھی دل ہی دل میں چینا بیاڑ ہی پھرن آدمی نہ برکے اور مسلقی تھے کہنے لگے کہ "پلاؤ ہم کا من چینی ترسنے کا ہو تو پلاؤ ۔ کباب سوکھے گھنٹے اور چینا کون کھاتا ہے"

ہمارے راجہ صاحب سلیم پور کو بتقریب کتخدائی دختر مہمانوں کے سفرہ طعام پر ہم نہ یاد آئے مگر سفرہ معمول ہونے کے وقت طعام کے بعد کلام کا تسلسل ورکار ہوا تو کہنے لگے "دیرایف بھائی تم یوں من چینن کے لیو" خداوند نعمت! خدا گھر میں ہمیشہ شادی کا ہنگام رکھے مبارک ہو لیکن سنو

تم پلاؤ تم کو خیرات پر بسمہ ورداد ہو
ہم کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو

پر بیجا بھی تو ایسے وقت میں ہم دل بخیل سے زیادہ تنگ ہے۔ ایک ہم ہی قصیدہ بھلا کیا ہو سکتا؟ خداوند نعمت حاضر ہے اگرچہ خیالی پلاؤ سے شکم سیر نہیں ہوتا پالتی ہیں ذیل کا سایہ چھنے سے پیٹ ٹھنڈا نہیں ہوتا پھر بھی خوب چکنے سے کسی قدر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اس حضرت کو خیالی پلاؤ لیجیے اور سا گر تک کچ ہو تو ہرگز منہ نہ بنائیے۔ نیاز مند ہر طرح نیاز مند ہے تھوڑا لذیذ سمجھ کے چکھ بڑھا ہے۔ لاستہ آپ کچھ اور خیال فرمائیے۔

ملاحظہ ہو

یہ کارڈ آج ملا ہے قصیدہ خوانی کا	سلیم پور میں کل جشن ہے تو بعد تو رہ ہے
کہا ہے سیج طرح تھا مصلا کیں	ہے عید یہ غیباں جواب عید غدیر

کوئی شیعہ ہی کم نہیں ہوئی ہو جاد
ہے مصلے ہے مرقد ہم نہ کیوں بھیں
غریب خانہ تنگ آ کر کبھی تو عزت دی
ہم اپنے آئینہ دل میں رکھیں گے محفوظ
ہمارے آپ کے قت کی کون سی صورت
بہے جو ہر شیخ شادی پہ ہم نظر انداز
نہ ہم سے نیوتے کی امید تھی نہ نیت کی
نہ جج نہ ڈپٹی کلکٹر نہ کوئی بیرسٹر
ریفارمر ہیں نہ ہم قوم کے کوئی لیڈر
نہ کنسڈی ٹرسٹ نہ ورڈ نہ ہم کوئی ودگر
علامۃ العلما اور نہ حجۃ البرکات
نہ حاذق الحکما اور نہ ہم سول سرجن
نہ کانگرس سے ہے سلطنت لیگ میں شامل
نہ کونسلوں کے ام ال سی نہ کے سی آئی ای
نہ ہم ہیں خان بہادر کہ احترام ہو فرض
ہم ایسے گوشہ نشینوں سے آپ کو مطلب
انھیں کو کیجیے مدعو قصیدہ خوانی میں
ہم اپنی کملی میں خوش ہیں ہمیں پسند نہیں
پلاؤ کے نہیں مجبور ہیں اب بھی وہ ساتھ
حضور کو علوی ہیں یہ جانتے ہوں گے

قصیدہ خوش کے عمل آئے جس سے بجا تاثیر
نہ شکوہ سیج ہو کچو کروں ہو دل سے تعمیر
کبھی ادائے تغافل سے کی گئی تحقیر
اب ایک شغل ہم کی دور کی تصویر
کہ آپ راجہ ہمارا جہ ہم غریب فقیر
ہیں سب خاک کیجے ہیں حضور حقیر
نہ ہم تعلقہ دار اور نہ صاحب جاگیر
نہ ایڈوکیٹ نہ مختار ہم نہ کوئی مشیر
نہ ہم امید گورنر کے ہم نہیں گے وزیر
نہ ہم کو یاد الکشن کے جنگ کی تدبیر
نہ مجتہد ہیں نہ ملا نہ ہم مرید نہ پیر
نہ کوئی عامل کامل نہ صاحب تکسیر
نہ صدر بن کے کمیٹی میں کی کبھی تقریر
کہ جن پہ ختم ہے دنیا کی عزت و توقیر
نہ ہم پہ اتری ہے لندن سے کچھ بھی شمشیر
انھیں بلائیے شہرت ہو جن کی عالمگیر
جو لوگ صاحب دولت ہوں یا امیر کبیر
وہ مجلسیں کہ جہاں ہو دو شالہ کشمیر
کہ مجھے جد کی خورش تھی ہمیشہ نان شعیر
کہ تم غریبوں سے کیا سلک جناب امیر

ظرافت تاخ نوا کا قصور کیجیے معاف
اگر خلاف طبیعت ہو شوخی تحریر

دار الادب لکھنؤ کی انجمن معین الادب کا دسواں سالانہ مشاعرہ

تاریخ ۹ فروری ۱۹۲۹ء وقت آغاز شب ۹ بجے مقام۔ فضل محل سلطان منزل گولہ گنج لکھنؤ۔ قبل مشاعرہ صدر اعظم عالیجناب حکیم ابو العلا سید سعید احمد صاحب ناطق لکھنوی اور ان کے بعد عالیجناب شمس العلماء مولانا سید سبط حسن صاحب مد ظلہ العالی علم ادب کے متعلق تقریر فرمائیں گے۔ مشاعرہ میں لکھنؤ۔ دہلی۔ الہ آباد۔ شاہجہاں پور۔ مراد آباد۔ کانپور۔ غرض کہ مختلف مقامات ہندوستان کے مشاہیر شعرا اپنا اپنا کلام بلاغت نظام ارشاد فرمائیں گے۔ حامیان زبان و قدر شناسان ادب اردو سے استدعا ہے کہ اپنے قدیم اور قابل قدر فن شعر کی ترقی و لطافت سے لطف اندوز ہوں۔ اور شریک صحبت سامعین ہو کر انجمن کو شکر گزار فرمائیں۔

المکلف

سید محمد جعفر حسین عرف محمد صاحب تبار آنریری لائف سکریٹری

شفقت نامہ سلطان آدم بنام حبیب اللہ خاں والی کابل

میاں بھشتا۔ آجکل مسلمان ملک گیری یا کسی ملک پر قبضہ پانے یا مال تال چھیننے کی نیت سے لڑتے ہیں اور سورے خوشامد خورے ان کے سرداروں کو بے تحاشا غازی کا لقب دیدیتے ہیں۔ میرے نزدیک نہ تم غازی ہو نہ امان اللہ خاں غازی ہیں۔ میرے شہر میں تو غازی مرد گھوڑے کا اصطلاحی نام ہے جو گھوڑے تھان کے برے بد رکاب بد لگام طویلے میں اتپات کرنے والے ہوتے تھے انہیں سائیس غازی مرد کہا کرتے تھے آخر یہی نام پوری جنس کا مقرر کر لیا گیا۔ اگر ان معنی سے میں تمہیں غازی کہوں تو تم بھی کابل مشک کی طرح بھیلاؤ اور امان اللہ خاں کو خطاب دوں تو وہ بھی یورپین تہذیب کا پتلون پھاڑ کے ننگے ناچنے لگیں۔

اصل یہ ہے کہ خونریزی ایک گناہ عظیم ہے فرشتوں نے آدم کو سجدہ کرتے وقت انکی نسل پر خونریز ہونے کا الزام لگایا تھا۔ خداوندی مصلحت نے انہیں چند لفظوں میں سمجھا دیا کہ ان میں برے بھی ہونگے بھلے بھی ہونگے ہم روئے زمین کی اصلاح کے لیے ایسے بھلے انتخاب کرتے رہیں گے جنکی عقل خطاؤں سے پاک ہو جن کی رائے کا سلسلہ ہماری مشیت اور ارادے سے کبھی نہ ٹوٹے۔ یہ گروہ خونریزی کے بچاؤ اور اسکے عمل ہونے سے اچھی طرح واقف ہوگا۔

میاں بھشتا۔ دنیا میں کوئی کام نہ اچھا ہے نہ برا اچھائی برائی کی نسبت ہر فعل کے ساتھ اس وقت لگائی جاتی ہے جبکہ وہ کسی الہامی قاعدے کی پابندی پر مبنی ہو یا اسکے خلاف ہو ناحق خونریزی اور جہاد ڈاکو اور غازی میں بھی یہی فرق ہے جہاد اور غزا کا عمل کوئی قاطعی انسان مشکل سمجھ سکتا ہے یہ کام اللہ کا ہے نہ بادشاہ کا۔ ڈرپوک ان سورے خوشامد خوروں کے دینے سے جو ہر خونریز اٹھائی گیرے کو غازی اور امیرالمومنین کہہ دیتے ہیں اتنی خبر کہ وہ اپنے دشمنوں پر آفت ہو جاتے ہیں۔ ہر قاتل یا سلطنت کا والی انسان ان کا باپ ہو جاتا ہے اور جو نام

رہتا ہے اسکا نام وہ لوگ بانی مفسد رکھ لیتے ہیں خواہ وہ عرش کا ٹوٹا ہوا تارا ہی کیوں نہو۔ بیٹا حبیب اللہ تم مسلمانوں کی تاریخ کی کتابیں اٹھا کے دیکھو تو بادشاہوں کی فہرست میں اکثر ڈاکو اور بدمعاش وغیرہ کے نام کے ساتھ ایسے ہی بڑے بڑے لقب لکھائی دینگے۔ آغا امان اللہ افغانستان کے تخت پر مسلط تھے تم نے انکی ناک میں دم کی تو بیچارے کو پہنانی اپنی تشبیل تہذیب کے بارے میں ژاژ خا نے لگے ؎

کردم ز خروب نا آب تو بہ



رقص
تہذیب:- میری ریت نا اپنے مجھے بڑے ہے۔ مجھے جو انعام عطا ہوا ہے
ملا حمال:- اردی ورد ہو جو نا نے سے ×
آغا دحمال:- مجھے مطلب ہے بنے مچانے سے ×
روس:- آجا پیارے آجا۔ جو ٹکے منہ میں سوا آگ یہ بڑی ہمت عطا کرنے

دوزگفتہ تا شراب توبہ
من بہ نقاب رنگ سفر
کم کن از من عتاب تو بہ

ان کے کارناموں میں جو باتیں آجکل کے مؤرخوں کی زبان پر چڑھی ہوئی ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) یورپ گئے۔ (۲) پردے کی لعنت چوروں کے منہ سے چھین کی طرح دفع کی (۳) حال کے جنگی طرز سے واقف ترک ملازم رکھ کے لائے اور

کی وظیفہ خواری سے مستفادہ (۵) برقی روشنی کا انتظام کیا (۶) جوان جوان چھوکریوں کی ٹوپی اتار کر اور ولایتی گیبر اکا فیشن سیکھنے ولایت بھیجی (۷) چنداں کی مملکت سے چیزوں اور عمارتوں کا قبضہ اٹھا دیا (۸) تو جیوں کا گز سکہ چلایا۔ (۹) تجربے کے ساتھ ایک جھوٹ موٹ کی پارلیمنٹ بنانے کا ارادہ کیا جسمیں بنا ہم بھی عام رائے پر غالب رکھا یعنی جو تو پارلیمنٹ مگر اسی وضع کی جیسی کہ محمد علی شاہ نے ایران میں بنائی تھی مستی کا گھروندا جب چاہا بنایا جب چاہا بگاڑا

میاں بھشتا یہ کوئی اصلاح میں اصلاح نہیں ہے یہ دنیا کی تعریف کروانے کے ڈھنگ ہیں۔ ہمارے شہر میں ہزاروں بدلگام فحش نویس بے تیر جاہل مسوری بہشت گئے اور وہ سبع قلم کے بادشاہ سخن کے خدا بنے بیٹھے۔ اگر انکی تصنیفیں کوئی ہمتہ اپنا ناتمام دکھتا ہے تو مردوں سے بد جاتا ہے تو جو کیا؟ یہ سب وہی ان ادبی انکی بہاؤ وٹے ہی فریب کو جال ہے ہو ایسا ذکر یہ تو جانیے کہ جو تہذیب کی [illegible] کی فضیلت یا کو ریسہ انقرہ سے نہ ڈھونڈے۔

میاں بھشتا میں نے تمہیں غازی کا لقب دینے سے معذرت ضمن منہ باتیں معلوم کی ہیں جو جب تک ان کی دنیا سے نکل گئیں۔

(۱) تم ایک معمولی درجے کے آدمی تھے (۲) تم نے حلال طریق سے روزی کمانے کے لیے چائے کی دکان رکھی (۳) تم نے جنگ میں مہارت حاصل کرنے کے لیے فوج میں نوکری کی (۴) تم نے دو حکموں کو قتل کیا اس کی سزا پائی اس لیے کہ تم گو کسی بڑے جرگے کے اسامی تھے اور فروسٹے تھے سلطنت کا انکے درجے چیشا ب خطا ہو تا تھا (۵) قید سے رہائی پانے کے بعد تمہاری غیرت انتقام پر مائل ہوئی (۶) تم نے سلطنت کے ظاہری انصاف کے ستائے ہوئے آدمیوں کی جستجو کی اور انہیں مظلوموں مجروحوں کے بچے ہوئے گروہ کے ایک مضبوط رسی بٹی (۷) تم نے فرعونوں کو کبھی نہیں ستایا بلکہ سلطنت کے خزانے پر بار بار چھاپے مارے حرام خوروں سے دولت لی اور

اور ستونوں میں تقسیم کر دی۔ (۸) امان اللہ خاں کی بے حیائیاں تمہیں ناگوار ہو گئیں۔ (۹) نہایت ہوشیاری کے ساتھ تم نے دوسرے قبائل کو مجبور کیا کہ اپنے ساتھ ملا (۱۰) اور آن واحد میں پانچ سے ہزار آگئے تم نے بچے والے کو مغلوب کر لیا (۱۱) امان اللہ خاں جن باتوں کو زر عظیم سمجھ کے روشن دماغ بنا تھا تم نے انہیں باتوں کے بارے میں اس سے بچے نا سر لکھوا لیا اور بہادری کی طرح اسکی جان سے متعرض نہ ہوئے اور اسکے بھائی کو زندہ جل جانے دیا (۱۲) تم حکومت کی ترتیب میں عقلمندی اور صداقت صرف کر رہے ہو۔

منطق کی راہ سے مجھے ایسے ارادے کی توہین معلوم ہوتی ہے مگر سچ تو یہ ہے کہ تاریخ کی کتابوں میں بہت کم اشخاص نظر آتے ہیں۔ تم نے زمانہ حال کے اور زمانوں کا جن میں نامردی اور بزدلی کا جز و زیادہ شامل ہے بہادری سے مقابلہ کیا اور اس اعتبار سے پرانے خود ساختہ فراعنہ آگاہ و ترقی کرنے والوں کے کارنامے ماند کر دیے۔

میاں بجھتا یہاں کے عیب جو معترض خوشامدی نے تمہارے اور امان اللہ کا ذکر ہجو کے پیرایہ میں کیا ہے۔ سچ ہے ترکمنوں میں ایک ناک والا کو بھی ناک کٹا کہا گیا ہو گا ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

بات یہ ہے کہ یہاں بہادری کی قدر باقی نہیں رہی ہر ایک نامور آدمی خواہ چالاکی سے نام پیدا کرے اور در حقیقت وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہو ان خوشامدیوں کا معبود ہے۔ یہی حال نبی اسرائیل کا تھا ہمارے پیغمبر نے اپنی امت کو بھی نبی اسرائیل سے مشابہت دی ہے جو کہ انتم الامم یعنی اسرائیل [illegible] جب خدا نے حضرت شموائیل علیہ السلام کو ایک جریب عنایت کی اور فرمایا کہ جس کے قد کی ناپ یہ جریب برابر ہو اسے ہی فوج ارسے گا اسی کو نبی اسرائیل کا بادشاہ بناؤ تو نشانی طالوت (طالوت [illegible]) پر ٹھیک اتری۔ طالوت بیچارہ ایک غریب آدمی [illegible] سقائی کرتا تھا بنی اسرائیل نے ذات سقایت کی نفرت دکھائی جیسا کہ قرآن میں موجود ہے یہی نہیں بلکہ اس کو پسند نہیں کرتی اور لگے اسکی ہجو کرنے جس طرح آج تمہاری ہجو کی جاتی ہے کہ وہ بدصورت ہے۔ وہ ان پڑھ گنوار کا لٹھ ہے۔ دستخط نہیں کر سکتا۔ انگوٹھا بناتا ہے۔ اس نے تو پیمبری کا دعویٰ کیا ہے یہ ہے وہ ہے ‘‘

میاں بجھتا میں سچ کہتی ہوں کہ ان ہجو کرنے والوں کو نہ ایمان سے واسطہ ہے نہ منطق سے۔ کہو بھلے مانسوں؟ ظاہری بدصورتی سے کیا ہوتا ہے عقل تو خوبصورت ہے ایک ان پڑھ ہزار عالموں سے بہتر ہے اگر وہ عقل والا ہو۔ دستخط نہیں کر سکتا تو نہ سہی بڑوں بڑوں کو ٹھینگا دکھانے کی ہمت تو رکھتا ہے۔ رہا پیمبری کا دعویٰ تو یہ خالی خولی پروپگنڈا ہے اس افواہ کو منطق سے علاقہ لگاؤ نہیں۔ وہ قوم جو اپنے مذاہب میں اتنی متعصب ہے کہ ادنیٰ سی بدعتی گوارا نہ کر سکی اسکی سرداری بھلا وہ شخص کیا کر سکے گا جو جھوٹا نبی بن بیٹھے۔ جو خبر سچ ہوتی تو آج تم یہ دن دیکھتے کہ سارا افغانستان تمہارے ساتھ ہو گیا۔

الغرض بیٹا حبیب اللہ شکست اور فتح خدا کے ہاتھ ہے۔ اگر تو غالب آیا تو بیشک تو غالب ہونے کا حق دار ہے۔ ہمت والے ہی کامیاب ہوتے ہیں اور مغلوب ہوا تب بھی تیرا نام رہتی دنیا تک قائم رہیگا لیکن غالب ہونے کی حالت میں یہی گروہ جو آج دور سے تجھے گالیاں دے رہا ہے تیرے تلوے دھو دھو کے پیئے گا اسوقت میری نصیحت یاد رکھنا کہ انکے بہلانے میں نہ آنا اور ے انھوں نے ہزاروں گھر خوشامد کرکے تباہ کیے ہیں۔ دوسری نصیحت یہ ہے کہ برطانیہ سے کبھی نہ بگاڑنا۔ تیسری نصیحت یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو یہ ہم کا غذی گھوڑوں کے منہ میں خوشامدی لگام چڑھا کے تجھ سے ملاقات کرنے اور قصیدہ خوانی کی اجرت مانگنے آئیں کبھی نہ ملنا۔

بس جا اللہ تیری مشک میں ٹھنڈا پانی زیادہ کرے اور تیرے اعمال نیک ہو جائیں۔ قربانی نے جو عیب پیدا کر دیے ہیں وہ دور ہوں۔

فقط منطق آرا بیگم

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

لالہ ڈاروں کی شاعری اور شمالی کا طباق

ایک شاعر صاحب جب کسی امیر کی مدح میں قصیدہ عرض کرتے تو قصیدہ کے ساتھ ہی ایک سینی میں مٹھائی بھی پیش کرتے غالباً مطلب یہ تھا کہ شعر کی بدمزگی میں [illegible] ہمارے لالہ داروں کچھ اس شاعر سے کم نہیں ہیں آپ نے بھی ایک بہترہ تقریر میں اپنے نزدیک ذائقہ پیدا کرنے کیلئے تھوڑی سی شیرینی پیدا کی ہے۔ خدا رحمت کرے حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎

قند آمیختہ با گل نہ علاج دل ماست
بوسۂ چند بیامیز بہ دشنامے چند

گلقند یا جنبیں [illegible] اصطلاحی عاشقوں کے واسطے مفید ہو یا نہ ہو لیکن شاعر اور ان خود ہی اپنے مطلب کا عاشق ہے وہ نہ دردری بادشاہی رکھتا ہے نہ موتی چور کے لڈو کھلاتا ہے۔ وہ فلک سپر کی بڑی مشتاق دلہن کے آگے رکھتا ہے کہ دوستو ایک ایک ڈلی کھا کے [illegible]

بدست عوام فروخت کے لیے

سمن واسطے قرارداد امور تنقیح طلب

بعدالت جناب مولوی سلطان احمد صاحب آنریری اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ہردوئی ضلع ہردوئی۔

ماتھ بہادر صاحب ما [illegible] صاحب ساکن ضلع ہردوئی و متعلقہ اردو [illegible] ... مدعی

بنام بیوہ رام لال

مسماۃ نام نا معلوم بیوہ رام لال قوم برہمن ساکن موضع منصور [illegible] پرگنہ [illegible] مدعا علیہ

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت بیدعلی [illegible] دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] فروری [illegible] بوقت دس بجے دن کے بمقام ہردوئی اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعوی کی کرو اور تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات پیش کرو جن پر تم بتائید اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو۔

تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع و فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ [illegible] [illegible] جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بقلم انگریزی

مہر عدالت

شاکر علی اہلمد

ہو جائے۔ آپ فرماتے ہیں سے

خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

وہ بھی عاشق۔ ہم بھی عاشق۔ فرق اتنا ہے کہ وہ بیگانہ عاشق معشوق منش اور ہم ہیں خود فراموش عاشق مطلب فراموش عاشق۔ اسکا معشوق اُسکی ذات میں موجود ہے کہیں لینے جانا نہیں۔ ہمارا معشوق غیر کے قبضے میں ہے اس معشوق کے ہونٹ اُسکے لیے جاں بخش ہیں اور ہمارے لیے پیام اجل سے

برمن این مایہ بلا از لب جاناں آمد
چہ تواں کرد بہ دردے کہ زدرماں آمد

ایک ہی چیز نوش و نیش کا متضاد عمل کر رہی ہے۔ خیر جناب شاعر صاحب آپنے شعر گوئی کے میدان میں فلک سیر کے طباق مصیبت قدم رکھا ہے تو ہم اتنا ضرور کہیں گے۔ جہاں تک دامن ہے دیکھیے وہ سے

فاسرشتی دو تمنائے تو حد تمنائے تست

آپ کے قصیدہ کی تشبیب شاہ افغانستان کی مصیبت اور بیماری کے تذکرے سے شروع ہوئی تھی اسکو ہم داد نہیں دے سکتے تاہم طرح وہ اتنی مستحق اور شانِ حقیقی ہے جس نے ایک بے خبر فرماں روا کی زندگی میں برکت عنایت کی۔ اسی تشبیب کا ایک شعر مسٹر جیت رائے اور مسٹر داس کی وفات پر اظہار افسوس کا ہے۔ ہندو نوجوان دونوں کی وفات پر اگر ملک افسوس کرتا ہے تو بجا ہے کیا معنی کہ اسکے ہاتھ سے وہ کل وہ بے کل چل بسے جانے اور فریاد کرنے والے چھین گئے دست اجل نے چھینے آپ پر تو ہم نہیں ہو کہیں مل جاتی تو کیا چبا جاتے یہ بھی معلوم ہے کہ ہم سب اسی کے بس میں ہیں لہذا مجبوری کا نام صبر یا افسوس ہے۔ رہے آپ تو آپ ہیں صاحب اختیار آپ کے واسطے مناسب تر یہ تھا کہ افسوس کے عوض ان مقاصد کی تکمیل کا وعدہ کرتے جو یہ دونوں مرنے والے مرے اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ کا افسوس یعنی اس تکمیل کا افسوس ہے جسکے سامنے تفصیل بھری رکھی ہوا اور وسائل سے کنجی برکت ہے ماشاء اللہ رزاق ہے پھر اگر وہ یہ دونوں کانگریس کے رہبر ہوتے تو کانگریس کا ساتھ دیتے۔ آپ

کانگریس کے ہمدرد نہیں بلکہ ہندوستان کی پرکشش اُمیدوں کے حق میں تباہ کن تصور فرماتے ہیں تو پھر یوں کہیے کہ سے

درد ہر شہ آشوب درکر چہ شد فریاد سے
ویرانیت کہ از داری دیوانہ می آید

واقعی آپ کا یہ شعر جمع و اضداد کی صنعت میں لاجواب ہے اچھی شاعر صاحب واہ واہ۔ مصرعہ کیا مصرعہ ہے پھر ارشاد ہو۔

اسکے بعد افغانستان کی شورش میں تمثیل کی صنعت سے دست کشی کا اظہار ہے یہ شعر بھی خوب ہے۔ اور سچ ہو کہ کیا اُستادانہ کہتہ شتی صرف وفائی ہے۔ دیگراں ہم گفتہ اند مگر نہ سمجھیں۔ واقعی جو حد ثابت ہے وہ بیٹے برطانوی ہا ور سیفوں کے شعر پھر عنایت ہو۔

اسکے بعد شاستری صاحب کی بے تجربہ وحید کی توصیف ہے جس کا فائدہ ہندوستان بھی دیکھیگا۔ شاستری صاحب جنہوں نے دل کی بجلی میں افریقہ کے کالے بھجنگے پھر پھر اور بنے تھے بیچارے نمبر پر خنگ کھولا۔ افریقہ والے اُٹ پڑے اور رکھتے اپنے سر کے گرد پھرانے سے

میں وہ مرغ خانہ خراب ہوں کہ ہمیشہ ہوا کر کیا
جو لیا کسی نے خبر بھی مجھے مسافر کرکے اُڑا دیا

شاستری کی آؤ بھگت جس انداز سے افریقہ والوں نے کی تھی ہمیں یاد ہے واللہ کھسیانی بلی کی صنعت کیا آپ کا یہ شعر بھی لاجواب ہے سے

نہ ہم سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے
پسینا پونچھیے اپنی جبیں سے

کے وی ریڈی صاحب اگر کچھ کرینگے تو شاستری صاحب سے قبل ہر جا اندازہ شاستری قابل ستائش ہیں تو کے وی ریڈی صاحب بھی تو آپ کی حکومت ہی قابل داد نظر آتی ہے جو ایسے بے نتیجہ اعمال کی اد حق مرور دقت آسائش کی طرح ہمیشہ سے قائل ہے۔ !!! یا مصرعہ کیا مصرعہ ہے۔ حاصل ہوا۔ وہ نسں علی ذلک ہٹن ینگ کمیشن بنا تھا نرم کمیشن۔ کیا معنی کہ مشکل شعر ہے جوروں سے ہو

بیٹھا ہے وہ خلوت میں جا وہ ہے۔ تک بھو شعر کمیشن شہ اور گوری کا جو بن وہ خود انہ سنبھال چکیں وہ صاف کمیشن ہیں اُٹھائیے جس نہیں کیا ہے بھو ہر کا مال وہ ہے حضرت سے

شعر گفتنے کو کچھ حاصل نہیں
مانا لیکن تمہارا دل نہیں

سیکڑوں کمیشن ہر وقت تک خوش خرمن انبار ہوتے رہتے بھی بچی اور ان کے ڈھیر کے سوا کچھ نظر آیا۔ حاصل شعرت اکثر شعرا ہر وقت اقبال کی طرح غرض نہیں رکھتے انھیں واہ واہ ملتی ہے اور خوب ملتی ہے۔ .... لندن تک اُنکے معنی سے مستفیض ہو چکے ہیں ترجمہ ہو کر پہونچے اور داد کا انبار قوم میں بند ہو کے پہنچے ہیں آپ بھی بڑے آدمی نہیں جب تک لندن سے داد کا ہر دار کریں کے گھوڑے پر سوار ہو کر آتے ہیں واہ عنایت کرتے ہیں بھی واہ واہ حضرت صاحب کیا خوب شعر کہا ہے۔ پھر ارشاد ہو۔ واللہ یوں تم تو غضب کرتے ہو۔ یہ شعر نظر سے بچا گے۔

اسکے بعد آپ نے ہندوستان کی بے غرض خدمت کے لیے فاتحانہ اس غرض سے بمبئی میں آپ نے کرایہ گھر بنا ہے۔ لاٹھ اور رات میں چنداں فرق نہیں یا انتہا اظہار اس امر کا مقصود ہو کہ ہندوستان جو ترقی خود تم سے کرنے کی حق میں کینیا اسٹریلیا جنوبی افریقہ اور نیوزی لینڈ نے جو ارادہ کر لیا ہے اُسپر مضبوطی کے ساتھ بیچاروں قائم رہیں گی اس ایوان میں بڑا ہے وہ ہر ایک ویسٹرن اس امر کا خیال رکھے کہ بقدر دسی ستونوں سے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔ یہ علامت قیصر ہند اُن کے تخت کے ساتھ وفاداری کی ہو تو ہوا کرے لیکن ہندوستانیوں کی گردن پر تو گردگراں ہے۔ ہم واللہ کیا مصرعہ کہا ہے آپ نے بھی ہیچ کا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ انہیں دو تین باریوں کا تذکرہ ہے اشتیاق سے اشوک کی لاٹھ کا بھو لی تھا !!! جنت واللہ خدا اس نرم حقہ کے شعر کرنے کی صلاحیت سعدہ قرآنی سنہ کو عنایت کرے۔ ناگنی تھی روانی ہوا پچر وہ اسے کیوں تھو سبحان اللہ سبحان اللہ۔ دیکھا بعد۔ پھر کمیشن کا ترجیع بند ہے جو



ترقی معکوس یعنی تنزل مستحسن

فارسی و افغانی جرائد:۔ اے زہے ترقی۔ اے خے ترقی:۔

انگریزی و اردو جرائد:۔ اے حضور سبحان اللہ۔ اے خداوند فی امان اللہ۔ اس سقوط پر ترقی نثار۔ ول ڈن:۔

ہندوستانی بہ تالی ہر دو ایوان اور ساکنی دیاریوں کی تحسین
کرنے رہو بہت سے آئے ہو۔ مسٹر فضلی تجویز کا ساتھ ہر ایک
وزرائے انگلینڈ سے کے حصہ دار ہوں گے۔

یہ شعر سن کر دو حضرت آلیت بیلا ئے علی وغیرہ
اور دیگر مقام عورتی صاحبان تو لہذا امیر کی انگلستان
کی ڈال سے یوں رنج کی گئی ہو کہ پہلا سیشن بل
کے سامنے سامانہ پیرا میں الیہ اردو کے زہر پینے اثر کا
ترا کی بھی ہے۔ یعنی وہی قصیدہ اور خوان حلوئی
والا معاملہ۔ اے حضرت واہ واہ واہ !!! کیا شعر
ارشاد فرمایا ہے۔ بزم مشاعرہ کونسل پھڑک اٹھے گی۔
ان منتخب اشعار کے بعد اب سامعین بزلہ سنج
حضرت مقطع کے شعر پر داد دیتے ہیں۔ واللہ خوان
حلوئی کی ایسی تیسی قوت ذائقہ کو بھی کا دودھ یاد آگیا
شاعر فرماتے ہیں۔

"میں آج تمہارے سامنے گورنر جنرل کی حیثیت
سے بیان دیتا ہوں تا اگر مجھے یقین نہ ہو کہ باشندگان
برطانیہ اس وعدے سے جو ۱۹۱۷ء میں کیا گیا تھا
دست بردار ہو سکتے ہیں۔"

مقطع کی معنوی وسعت اس قدر زیادہ ہے کہ زمین
سے آسمان تک ناپیے اور بعض مرتبہ سائنس ہی ہو جائیے
ہی پھیروں میں ضرب دیجیے تو شاید دسواں حصہ
معہ ان معانی کا ملے ہو سکے۔

اگر یہ مقصد ہے کہ اپنے عہد میں اس وعدے کی
تکمیل کی فکر نہ کرکے حضور ضمیمہ تیار ت بند فرما
فرمانا ہو اور اس پانچ چار سال کی قلیل مدت میں
مسئلے کا مسئلہ حل ہو جائے گا کہ حکومت خود اختیاری
سیاست مدن میں کامل آزاد ہو جائیگی تو واللہ
ہم بھی کہیں گے۔

دعوے خوب است وگر بسیار بد ۔۔

اور اگر یہ مقصود ہے کہ کبھی نہ کبھی وعدہ ضرور پورا ہوگا
چاہے تو وائسرائے ہندوستان میں اپنی ملازمت
کی مدت پوری کریں مگر تم اس وعدے پر یقین کرتے
رہو تو واللہ پھر بھی آمنا و صدقنا مسلمان تیار ہیں ہر
زمان رکھتے ہیں کہ ایک دن آئے گی ضرور اس
وعدے پر ایمان رکھنا بھی ہمارے واسطے آسان ہے۔

ہندوستانیوں کے مسئلہ میں اس بات کو مکرر کہتے ہیں
کہ دس مہینہ ہزار ہو بے بہ تُکے کے جو عکس ہے کہ پھر کوئی
روح پیکر انسانی قبول کرتے ہیں یا نہیں مجھی دکھان پر
یقین ہو روح کا یقین کیا یا نہیں ایسی ہی ہیں۔ ان سے
دوسرے باشندگان ہندوستان روشنیت الاعتقاد ہونے کے
باوجود کسی بھی طرح حشر و نشر کے قائل ضرور ہیں مگر
مرتبے چلے جاتے ہیں امید پر یہ اعتقاد پختہ ہوتا جاتا ہے
امیدواروں کا یہ حال ہے کہ جان سے ہاتھ اٹھانے پر
بھی امید سے منہ نہیں موڑتے۔ ایک صاحب میاں کو اس
اُن کے یہاں کوئی مہمان آیا معاف آتے ہی میزبان کی
روح آدھی رہ گئی ہائے کہاں سے کھلاؤں۔ بی بی
پچھے پر ہانڈی رکھو ہانڈی میں پانی بھر دو اور نیچے
ادھر کے صحن میں آگ روشن کر دو۔ ہائے بخت مہمان
کیوں یہاں آیا۔ بی بی تھیں سلیقہ مند صحن میں الاؤ کو
چھت کے نیچے پر ہانڈی رکھی میزبان کو اس وعدہ
کا یقین تھا کہ سال دو سال کے بعد یہ ہانڈی ضرور
ابلے گی اور مہمان شریک طعام ضرور ہوگا۔ بیچارے بھوکا
ہوتے ہوئے [illegible] حسرت
جاری تھا کہ ایک روز [illegible] پوچھتے ہیں میزبان
[illegible] میں میزبان بھی [illegible] دروازے
کی درزوں سے پوری کاروائی دیکھی کانوں میں اپنے
دوست کا ترجیع بند گونجا۔ [illegible]
[illegible] یقین
کو [illegible] شام تک یہ تماشا دیکھنے کے بعد انھوں
نے بھی اپنے یقین کا اظہار شروع کر دیا۔ میزبان ہو...
ایک دن ہانڈی ابلتے پھرا ہے۔ مہمان نے جواب دیا!
"تمہارے چوتڑ بارہ دسی یعنی اب بغیر دو مرتبہ کی
کھانے بندہ جانے والا نہیں۔ آپ چھ مہینے میں ایک
ہانڈی پکاتے ہیں تو اب سال بھر تک یہیں سے نہ
سرکیں گے۔"

بہرحال مقطع لاجواب ہے۔ دل خوش کیا کہتا
زور پھر ارشاد ہو !!! مصرعہ کیا مصرعہ ہے۔
شکستہ دل سے ہم نے آپ کی تقریر شروع تا آخر
حرف بحرف پر غور کیا۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ استغفر اللہ اعوذ آ
ماشاءاللہ سبحان اللہ کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

امید ہے کہ بزم مشاعرہ سے شعر خوشی ہیٹ کرے گی داد بیداد
کی صدا بلند کرے یاران امید امید امید یقین یقین
یقین تسلیم تسلیم تسلیم رضا رضا رضا صبر صبر صبر
اے کہہ دیا [illegible] یک تری اما

رو چشم خسرو دوران ورست بیابانت
ماز [illegible] ہم شعر [illegible] !!
بس کسی کہ [illegible] ہم [illegible] خیلانت

اللہ جانے نجم کو [illegible] معلوم ہو کہ انھوں نے یہ
شاعر شیریں مقال کے سخن بے مثال کی کتنی قدر کی

حکایت

الف لیلہ میں ایک شخص کا قصہ لکھا ہوا ہے کہ جو
راہزنوں کے ہاتھوں لٹ پٹ گیا۔ مانگتا کھاتا مارے
[illegible] مسافر کا گھر مسجد ہے مسجد کا
پیاسا مسجد کے دروازہ پر اپنی قسمت کو رو رہا تھا کہ
اتنے میں ایک بڑے میاں دوسرے نوجوان کے ساتھ
ادھر سے گزرے اور انھوں نے خاموش پایا شغل کی

نمونہ قابل فروخت

سمن واسطے قرارداد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵ قاعدہ ۵)

[illegible] ۱۹۲۶ء

عدالت منصفی [illegible]

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

ہرگاہ کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

روشنی میں ایک نوجوان خوبصورت مسافر کو در مسجد پر کروٹیں لیتے دیکھا تھوڑی دیر غور سے دیکھنے کے بعد بڑے میاں نے کہا میاں مسافر ایک بات کہوں؟ عرض کی فرمایئے۔ بولے کہ ایک نازنین کے ساتھ شب بھر عیش اٹھانا طعام و شراب سے سیر ہونا مکلف فرش پر آرام کرنا بہتر ہے یا اس مسجد کا دروازہ؟ "اندھا کیا چاہے دو آنکھیں" مسافر صاحب نے دست بستہ عرض کی کہ سوال کا جواب آسان ہے مگر نوازش کا سبب کیا ہے۔ بڑے میاں نے کہا اس شخص کی لڑکی اس جوان کے ساتھ بیاہی گئی جو میرے ہمراہ ہے۔ یہ جوان بھتیجا بھی ہے اور داماد بھی یہ اپنی بی بی پر خفا ہوا اور غصہ میں طلاق بائن دے بیٹھا مگر اب پچھتاتا ہے کہ جورو کا عاشق تھا۔ تم اتنی مہربانی کرو کہ رات بھر کے لیے نکاح کر کے صبح کو طلاق دے دو نقد مہر کی ضرورت نہیں مہر کے عوض طلاق دے دینا اگر تم اپنے عہد پر قائم نہ رہے تو پھر تمہیں دس ہزار روپیہ ادا کرنے پڑینگے۔ میاں مسافر سوچنے لگے پڑے ہوئے [illegible] "چلو یوں ہی سہی"۔ بڑے میاں کے بھتیجے صاحب دل میں کڑھے کہ رقیب رات بھر مزے لوٹے گا کچھ ایسا کرو کہ رنگ میں بھنگ ہو۔ اپنی انا سے دل کا حال کہا۔ انا چڑیل بولی کہ یہ کوئی بات نہیں جھٹ دولھن کے پاس پہونچی اور کان میں کہا ذرا بچی بچی رہنا تمہارے نئے دولھا کو جذام کی بیماری ہے پھر وہاں سے ہٹ کے دولھا کو پٹی پڑھائی کہ میاں کہاں پھانس پڑے دولھن کو سفیدی کا عارضہ ہے۔

ارے ہے کہیں ایسا نہو سہ [illegible]

ساتھ عیش و غصہ سارے چند [illegible]

خلوت میں نئے دولھا نے رات کاٹنے کی غرض سے سجادہ بچھایا اور مرغوب و خوب آیات کی تلاوت کرنے لگے۔ دولھن کے کان کھڑے ہوئے جو ایسی خوش الحانی کی آواز [illegible] ہو سکتی ہے پھر گھونگھٹ چہرہ الٹ کے دیکھا تو سبحان اللہ دولھا کا سارا ڈیل بہت خوبصورت۔ چہرہ چاند کا ٹکڑا [illegible] ادھر ناز کا مارا دولھا میاں کو [illegible]

ڈرتے ڈرتے پردہ ہٹایا منہ سے دوشالہ کھینچا۔ شمع اٹھا کے شمع رخسار پر روشنی ڈالی تو جلتی ہوئی شمع کی روشنی مدھم پڑ گئی۔ دولھن نے کہا "ذرا دور ہٹ کے [illegible] جذامی"

دولھا بولے "الگ رہنا تم جو مبروص ہو"

دولھن: "مبروص ہوں میرے دشمن"

دولھا: "جذامی ہوں میرے دشمن" اور آپ کے [illegible] تجسس اور تفتیش کی نگاہوں نے انا چڑیل کا مکر آشکار کر دیا۔ دونوں لپٹ کے سو رہے۔

واقعی اگلوں نے پچھلوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ آج میاں مسافر [illegible] دولھن کے ساتھ کھیلی کھائی [illegible] ایسی ہی چیزیں کھیل رہی ہیں۔ [illegible] سے کشتی میں دولھا [illegible] میاں بھتیجے [illegible] کشتی میں دولھن [illegible] کا [illegible] تند حاریوں کا [illegible] پیچھے رہتا جب تک دونوں کو شمع میسر آئے اس وقت تک دولھا نماز پڑھتے گا دولھن انتظار کرے گی کہ ساتھ ہو حال کھلے۔ ممکن ہے کہ شمع کی روشنی میں [illegible] ہو چکی ہو اور انا جی نے جو یہ [illegible] مسلمانوں کو [illegible] کی [illegible] پر آمادہ کرنے اور دولھن کو [illegible] مسافر دولھا کے وصل سے محروم رکھنے کے لیے اڑائے ہیں دونوں پر واضح ہو گئے

باقی حکایت بھی سن لیجیے اور انتظار کیجیے کہ [illegible] کا حشر مطابق حکایت ہوتا ہے یا نہیں۔ رات ابھی کچھ رات ہی بھر میں دولھا دولھن کے مزاج میں اتنی موافقت ہو گئی کہ دونوں دعا مانگنے لگے یا اللہ سحر نہ ہو مگر وہ [illegible] کمبخت سحر ہونا تھا ہوا۔ آفتاب نکلا بڑے میاں اپنے بھتیجے کو لے کے حجلہ عروسی پر کھڑے ہوئے میاں مسافر اٹھو چلو قاضی کے یہاں طلاق میں دیر ہوئی جا رہی ہے۔ مجبور ہو گئی بڑے میاں اور بھتیجے صاحب چیخ رہے ہیں مگر نہ دولھن دولھا کا دامن چھوڑتی ہے نہ دولھا دولھن کا آنچل۔ آخر دولھن نے سو اشرفیوں کی تھیلی دولھا کے ہاتھ میں تھمائی اور ہدایت کی کہ دس اشرفیاں قاضی کی ناک پر [illegible] باقی اپنے پاس رکھو کہ [illegible] میں کام آئیں گی۔ قاضی سے کہنا کہ طلاق میری اختیار میں ہے میں سمجھتا تھا کہ [illegible] کا [illegible] ہمراہ صبح تک آجائے گا میں [illegible] ادا کر دونگا مگر دیر ہو گئی مجھے دس بیس روز کی مہلت دیجیے [illegible] ہم عیش کرینگے پھر خدا کوئی اور صورت نکال دیگا۔ بی بی کی عشوہ کاری قاضی کی رشوت خوری کام آگئی اور [illegible] مل گئی۔ اتفاق سے خلیفہ ہارون رشید جعفر برمکی اور مسرور جلاد کو ساتھ لیے فقیروں کا بھیس بدلے شہر میں گردش کر رہے تھے۔ محل عیش کے نغمات گرم دیکھ کے طالب استراحت ہوئے مسافر نے دروازہ کھولا مہمان اندر آئے صبح کو حسرت زدہ دولھا نے دولھن سے [illegible] بی بی اب تو دن [illegible] گئے مہمانوں نے استفسار حال کیا دونوں [illegible] عارض [illegible] ہوئے مہمان نے کہا [illegible] ہم تو [illegible] ہیں مگر شہر میں ہمارا ایک دوست موجود ہے شاید وہ ہم کی [illegible] تو [illegible] تک [illegible] کا انتظار [illegible] دن دروازہ پر [illegible] سے [illegible] کھڑے تھے غلام تھا اس نے دولھا میاں کو [illegible] دیا اور [illegible] کہا کہ آپ کے باپ نے یہ مال بھیجا ہے [illegible] غلام [illegible] مال [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

اللہ اللہ [illegible] تو [illegible] سیدھی ہو [illegible] صاحب نے گردن جھکا کے بھتیجے سے کہا بیٹا اب صبر کرو۔ پرائی جورو پر کیا اختیار ہے۔ شرط پوری ہو گئی۔ دونوں راضی ہیں میں کیا کر سکتا ہوں۔

المختصرات

بیماری کا سلسلہ بدستور قائم ہے پرچہ پھر ایک ہفتہ لیٹ گیا۔ کیا کریں۔ کمبخت نزلہ ہم ہی کو المختصر کیے دیتا ہے۔ یہ پرچہ دوسری فروری کو تیار ہوا ہے

ارادہ ہے کہ ضمیمہ کے طور پر حضرت رند قدیم کا لاجواب ساقی نامہ اودھ پنچ کے ساتھ شائع کریں حجم کی زیادتی اشاعت کی تاخیر کو مختصر کر دے گی۔

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پہ لینے کے قواعد سکھا۔

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی

مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لیکے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ خود اُستاد تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ۔